عقائد اور ارکان اسلام

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

خلیفہ مجاز



دار البحوث و النشر

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد سہارنپور (یوپی)

عقائد اور ارکان اسلام

تالیف

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

خلیفۂ مجاز

حضرت مولانا ظریف احمد صاحب قاسمی ندوی مدنی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نور اللہ مرقدہ

ناشر

دار البحوث والنشر

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات مرکز احیاء الفکر الاسلامی.........................(۳۶)

نام کتاب: عقائد اور ارکان اسلام

تالیف: مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

صفحات: ۳۲/

تعداد: ۱۱۰۰

قیمت: ۲۰/روپئے

باہتمام: عبدالستار عزیزی

سنہ اشاعت.......................... ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۶ھ

کمپوزنگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر مرکز احیاء الفکر الاسلامی

ناشر

دار البحوث و النشر

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)

Mob: 09719831058, 09719639955

Email. masood_azizinadwi@yahoo.co.in www.mifiin.org

ملنے کے پتے

☆ کتب خانہ یحیوی محلہ مفتی سہارنپور ☆ مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد سہارنپور

☆ مکتبہ ابوالحسن، محلہ مفتی سہارنپور ☆ دار الکتاب، دیوبند سہارنپور (یوپی)

☆ اتحاد بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور ☆ مکتبہ ندویہ، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

فہرست مضامین

(۲) اسلام کے ارکان

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کے دسترخوان پر آنے والے مہمان کو روحانی طور پر جن غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ عقائد ہیں اور اسلام کے ارکان ہیں، چاہے اسلام میں داخل ہونے والا نومسلم ہو یا خاندانی وپشتینی مسلمان ہو، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کو ایک مانے اور ہر چیز کا خالق و مالک اور رازق اللہ ہی کو جانے، تمام انبیاء ورسولوں کو برحق سمجھے، مگر آخری پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھے، اور یہ یقین رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر چلے بغیر نجات نہیں ہوگی، اسی طرح تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھے کہ وہ اللہ کی برحق کتابیں ہیں، اور آخری کتاب اللہ کی قرآن کریم ہے، اب قیامت تک کوئی دوسری کتاب نہیں آئے گی، اللہ کے تمام فرشتوں پر ایمان رکھے، اور آخرت کے دن پر بھی ایمان رکھے کہ وہ دن برحق ہے، اور ہر ایک کو اللہ رب العزت کے سامنے جواب دہ ہونا ہے، اور یہ بھی عقیدہ رکھے کہ ہر اچھی بری بات جو بھی انسانی زندگی میں پیش آتی ہے یا آئے گی، وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور سب کو ایک دن مرنا ہے، اور مرنے کے بعد محشر کے دن اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے، یہ بنیادی عقائد ہیں، پھر انسانی زندگی میں عملی طور پر کرنے کے جو کام ہیں، وہ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ہیں، ان تمام باتوں کی تھوڑی سی تفصیل اس کتابچہ میں پیش کی جارہی ہے۔

دراصل یہ کتابچہ راقم کے دو بیانات کا مجموعہ ہے، جو مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں نوجوانوں کے مجمع میں کیئے گئے تھے، پہلا ''انسانی زندگی میں عقائد کی اہمیت'' اور ''دوسرا

اسلام کے ارکان'' ہے، اب ان دونوں بیانات کو ذیلی عناوین لگا کر امت کے فائدہ کے لئے ''عقائد اور ارکان اسلام'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے، تاکہ عوام اور نومسلم حضرات اس سے فائدہ اٹھائیں اور ان کو اسلامی عقائد اور اسلامی ارکان کے سلسلہ میں معلومات حاصل ہو، اللہ تعالی اس کتابچہ کو قبول فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور راقم کو حسن خاتمہ کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

والسلام

محمد مسعود عزیزی ندوی
رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد

۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ
۱۱ جنوری ۲۰۱۵ء بروز اتوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانی زندگی میں عقائد کی اہمیت

عقیدہ کی مثال

محترم دینی بھائیو! آج کی اس مجلس میں ہمیں عقیدہ سے متعلق گفتگو کرنی ہے، اللہ تعالیٰ عقیدہ کو سمجھنے پھر صحیح عقیدہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے عزیزو! انسانی زندگی میں عقیدہ کی جو اہمیت ہے، اس کی مثال اس طرح ہے جس طرح کسی بھی عمارت میں بنیاد کی، یعنی اگر بنیاد صحیح، درست اور مضبوط ہوگی تو اس پر تعمیر ہونے والی ہر عمارت مضبوط اور دیر پا ہوگی، اور اگر بنیاد میں کسی قسم کی کمی ہوگی یا بنیاد صحیح میٹریل (Material) صحیح مال لگا کر اور اچھے انداز پر نہیں رکھی جائے گی، تو اس پر تعمیر ہونے والی ہر عمارت بے کار، بے سود، بے فائدہ اور کمزور ہوگی اور اس کے بھیانک نتائج جلد آشکارا ہوجائیں گے۔

دوستو! بالکل اسی طرح اپنی زندگی کی بنیاد کو سمجھو! اگر ہماری زندگی کی بنیاد صحیح عقائد اور صحیح اصول پر قائم ہوگی تو ہماری زندگی میں ہونے والا ہر عمل چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، نتیجہ کے اعتبار سے بڑا سودمند، فائدہ مند، باثمر، مضبوط اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول اور مبرور ہوگا، اس لئے آج آپ اس نکتے کو سمجھ لو کہ یہ کیسی بیش بہا اور قیمتی چیز ہے۔

عقیدہ کسے کہتے ہیں؟

میرے بھائیو! عقیدہ کہتے ہیں کسی بات کا یقین دل میں جمانا اور اس کو خدا کا حکم سمجھنا

اور پھر اس کے مطابق عمل کرنا، اسی لیے فاران کی چوٹی پر نبی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے کے لوگوں کو اکٹھا کر کے جو پہلی آواز لگائی تھی وہ تھی: "قُولُوا لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفلِحُوا" (۱) کہ اے لوگو! اللہ کو ایک مانو، کامیابی تمہارے قدم چومے گی، اس میں سب سے پہلے اسی عقیدہ کی دعوت دی گئی ہے، جس پر انسان کی زندگی کی عمارت تعمیر ہو سکتی ہے۔

عقیدہ کا اجمال

دوستو! عقیدہ کا اجمال یہ ہے: "آمَنتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلتُ جَمِيعَ اَحكَامِهٖ، اِقرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصدِيقٌ بِالقَلبِ" کہ ایمان لایا میں اللہ پر، جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفات کے متصف ساتھ ہے، اور میں نے اس کے تمام احکام کو قبول کیا، اور اس بات کا میں زبان سے اقرار کرتا ہوں اور دل سے تصدیق کرتا ہوں۔

عقیدہ کی تفصیل

تفصیلی طور پر اس کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے: "آمَنتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَاليَومِ الآخِرِ وَالقَدرِ خَيرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالبَعثِ بَعدَالمَوتِ" یعنی ایمان لایا میں اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور ہر اچھی بری تقدیر پر کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر۔

تین بنیادی عقائد

اسلام کے تین بنیادی عقائد ہیں:

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۱۰۸

(۱) توحید کا عقیدہ

(۲) رسالت کا عقیدہ

(۳) آخرت کا عقیدہ

پہلا عقیدہ توحید کا ہے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، جس نے اس کائنات کو پیدا کیا، اس کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے، اکیلا ہے۔

دوسرا عقیدہ رسالت کا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول اور خاتم النبیین ہیں اور آپ سے پہلے تمام انبیاء اور رسول برحق ہیں۔

تیسرا عقیدہ آخرت کا ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک اور بھی زندگی ہے جس کو آخرت کہا جاتا ہے، جو کچھ انسان اس دنیا میں کرے گا، اسے اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہو کر جواب دینا پڑے گا، اور یہ عقیدہ سب انبیاء کرام کا رہا، اس لیے کہ دین کا تصور اس کے بغیر ادھورا ہوتا ہے۔

باقی دوسرے عقائد

باقی دوسرے عقائد بھی ہیں، جیسے اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا، اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا، اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لانا۔

اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا

اس بات کا بھی یقین رکھنا کہ اللہ کی کی ایک مخلوق فرشتے بھی ہیں، اللہ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا اور اللہ تعالی نے فرشتوں کو جس کام میں لگا دیا ہے، اسی کام میں وہ لگے ہوئے ہیں، فرشتوں کی تعداد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، لیکن فرشتوں میں چار بڑے فرشتے یہ ہیں:

(١) جبرائیل: انبیاءکرام علیہم السلام پر کتابیں اوراللہ کےاحکام لاتے ہیں۔

(٢) میکائیل: بارش کاانتظام اورروزی پہنچانے کاکام کرتے ہیں۔

(٣) اسرافیل: قیامت کے دن صور پھونکیں گے،جس سے ساری کائنات فنا ہوجائے گی۔

(٤) عزرائیل:جان نکالنے کے لئے مقرر ہیں۔

اللہ کی کتابوں پرایمان لانا

اللہ تعالی نے انبیائے سابقین پربھی اپنی کتابیں بھیجیں ہیں،جن پرایمان لانااوران کو اللہ کی برحق کتابیں ماناضروری ہے،اللہ تعالی کی چارمشہورکتابیں یہ ہیں:

(١)توریت:حضرت موسیٰ علیہ السلام پرنازل ہوئی۔

(٢)زبور:حضرت داؤدعلیہ السلام پرنازل ہوئی۔

(٣)انجیل:حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرنازل ہوئی۔

(٤)قرآن:حضرت محمدصلی اللہ علیہ وسلم پرنازل ہوئی۔

اچھی بری تقدیرپرایمان لانا

اس بات کابھی عقیدہ رکھناضروری ہے کہ ہراچھی بری چیز اللہ کی طرف ہے، جوکچھ انسان زندگی میں کرتاہے، یاپاتاہے، وہ سب اس کی تقدیر میں لکھاہواہے، مثلاً: روزی کہاں سے آئیگی، شادی کہاں ہوگی، کتنے بچے ہوں گے، موت کہاں ہوگی، غرضیکہ ساری چیزیں اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہوتی ہیں، ہراچھی بری بات جوبھی اس کوزندگی میں پیش آئے گی، سب اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔

مرنے کے بعدجی اٹھنے پرایمان لانا

مرنے کے بعد ایک دن ایسا آئے گا کہ ساری دنیا کے لوگ پھر سے زندہ

ہو جائیں گے، اس کی شکل یہ ہوگی کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے، مردے زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے، پھر سب کا حساب وکتاب ہوگا، اس بات پر یقین رکھنا بھی ضروری ہے، چونکہ اس دن اچھے برے اعمال تولیں جائیں گے، ان کا حساب ہوگا، جہاں نیکو کاروں کو ان کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ جنت میں جائیں گے، جبکہ بدکاروں کو ان کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ جہنم میں جائیں گے۔

اللہ ہی ہر چیز کا خالق ومالک ہے

عزیزو! غور سے سن لو کہ آج سے تم اپنے اس عقیدے کو پختہ اور مضبوط کرو گے کہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان میں تمام چیزوں کا پیدا کرنیوالا اللہ ہے، اور زمین وآسمان کا نظام بھی اللہ کے حکم سے چلتا ہے: "اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ" (۱) اللہ ہی پیدا کرتا ہے، اللہ ہی مارتا ہے، اور اللہ ہی دوبارہ زندہ کرے گا، اللہ ہی ہدایت دیتا ہے، اللہ ہی بیماری دیتا ہے، اللہ ہی شفا دیتا ہے اللہ ہی کھلاتا ہے، اللہ ہی پلاتا ہے، اللہ ہی اولاد دیتا ہے، کسی میں کوئی طاقت نہیں کہ وہ کسی جان کو پیدا کردے اور کسی کی ہمت نہیں کہ وہ کسی کو مار دے، مگر جب اللہ کا حکم آجائے تو کوئی بھی سبب بن سکتا ہے، اللہ ہی نفع پہنچاتا ہے، اللہ ہی نقصان پہنچاتا ہے، اللہ کے علاوہ پوری دنیا مل کر تم کو نقصان پہنچانا چاہے یا نفع پہنچانا چاہے تو کوئی نہیں ہے اللہ کے سوا جو نفع یا نقصان پہنچائے۔

اللہ کے حکم کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا

میرے بھائیو! اس بات کی گرہ باندھ لو کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا،

(۱) سورۂ شعراء آیت ۷۸ تا ۸۱

اللہ کے حکم کے بنا ایک ذرہ بھی نہیں اڑ سکتا، اللہ کے علاوہ کسی میں پیدا کرنے کی طاقت نہیں، اللہ کے علاوہ کسی میں موت دینے کی طاقت نہیں، اللہ کے علاوہ کسی میں شفاء دینے کی طاقت نہیں، اللہ کے علاوہ کسی میں نفع نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں، اللہ کے علاوہ کسی میں اولاد دینے کی طاقت نہیں، کوئی دوا اس وقت تک فائدہ نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ اللہ کا حکم نہ ہو، کوئی انجکشن اس کے حکم کے بغیر آرام نہیں پہنچا سکتا، جادو، سحر، ٹونا اور ٹوٹکا انسانی زندگی میں تصرف نہیں کرسکتا "اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ" مگر اللہ کے حکم سے۔

ہر چیز پر اللہ کی حکمرانی ہے

دوستو! تم ہوا میں اڑو، سمندر میں تیرو، دنیا کا چکر لگاؤ، چاند پر پہنچو، ستاروں پر کمندیں ڈالو، مگر یاد رکھو "اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ" (۱) اللہ ہی کے حکم سے سب کچھ ہے، اسی کے قبضہ میں سب کچھ ہے، اسی کے تصرف میں سب کچھ ہے، اللہ سے مانگو، اللہ دے گا، اولاد اللہ دے گا، شفاء اللہ دے گا، روزی اللہ دے گا، راحت اللہ دے گا، یاد رکھنا آج کے بعد غیر اللہ کے سامنے سجدہ نہ کرنا، سر نہ جھکانا، اللہ کو چھوڑ کر کسی فقیر، پیر، ولی، غوث، ابدال اور صاحب قبر یا پجاری سے نہ مانگنا، کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا، اللہ کے علاوہ کسی کو صاحب تصرف نہ سمجھنا "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ" (۲) ہر چیز پر اللہ کی حکمرانی ہے۔

عقیدہ کی پختگی ضروری ہے

دینی بھائیو! اگر آج تم نے تمام شرکیہ باتوں سے توبہ کرلی اور یہ عقیدہ ذہن میں بٹھا لیا کہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہے، اللہ نے ہی اس کائنات کو اور دنیا کے نظام کو بنایا اور وہی اس کو چلاتا ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری پیغمبر ہیں، اب قیامت تک

(۱) سورۂ اعراف آیت ۵۴ (۲) سورۂ انعام آیت ۵۷

کوئی نبی نہیں آئے گا، اور آپ کی شریعت پر چلے بغیر نجات نہیں ہوگی، ان باتوں کو ذہن میں رکھ کر اگر تم نے اللہ کے احکامات کو مانا، اس کے رسول کی سچی پیروی کی اور شریعت پر مکمل عمل کیا تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری جنت پکی ہے۔

اللہ تعالی ہم تمام کو اپنے عقائد درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور شریعت کے احکامات پر عمل کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔

اسلام کے ارکان

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

عزیز ساتھیو! آج ہم اس مجلس میں اسلام کے جو ارکان ہیں، اسلام کی جو بنیادیں ہیں، ان کے سلسلہ میں گفتگو کریں گے، اور آپ کو بتلائیں گے کہ اسلام لانے اور مسلمان ہونے کے لیے کیا چیزیں ضروری ہیں، مسلمان تو ہم ہیں؛ لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ مسلمان ہونے کے لیے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے، کیا کیا چیزیں ہونی چاہئیں، جن سے صحیح مسلمانی انسان کے اندر آتی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ، شَهَادَةِ أنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ" (۱) اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

(۲) اور نماز قائم کرنا۔

(۳) زکوۃ دینا۔

(۴) حج کرنا۔

(۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

اگر ان پانچ چیزوں پر یقین ہے اور ان پر عمل ہے تو اسلام پکا ہے اور اگر ان پانچ چیزوں میں سے کسی چیز میں کمی ہے تو اسلام پکا نہیں۔

---

(۱) صحیح البخاری حدیث نمبر ۷ رکتاب الایمان

بغیر ستون کے مکان کا کھڑا رہنا ناممکن ہے

اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک مکان بنائیں یا چھپر ڈالیں، یا خیمہ لگایا جائے، اس میں پانچ ستون لگائے جائیں گے، تو اگر چار یا پانچ ستون لگائے گئے ہیں، اور اگر ایک بھی گر جاوے تو وہ مکان یا چھپر رہے گا یا گر جائے گا؟ تو یہی مثال اسلام کی ہے، اسلام کے جو پانچ ارکان ہیں، اسلام کے جو پانچ ستون ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی ستون گر جائے، تو ہمارا اسلام باقی رہے گا، یا گر جائے گا؟ یا بالکل گر جائے گا، تو یہ ایسے ہی گر جائے گا جیسے ہماری عمارت، ہمارا چھپر ایک ستون کے گرنے سے، ایک کڑی کے گرنے سے یا ایک لکڑی کے گرنے سے گر جاتا ہے۔

اسلام کا پہلا ستون کلمہ طیبہ

سب سے پہلی جو چیز ہے، جس پر اسلام کی بنیاد ہے، وہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا اور تن تنہا ہے، وہی سب کا خالق و مالک اور رازق ہے، دوستو! روزی کون دیتا ہے؟ اللہ، کھانے میں برکت کون پیدا کرتا ہے؟ اللہ، بیماری کس کی طرف سے ہوتی ہے، اللہ کی طرف سے، اور شفا بھی اللہ دیتا ہے، انسان ہوا پر اڑے، سمندر میں تیرے، چاند پر کمندیں ڈالے، ہوائی جہاز میں اڑے یا دنیا کی بڑی سی بڑی ترقی کرے، اگر اس کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو سمجھئے کہ وہ کامیاب ہے، ورنہ اس کا ہوا میں اڑنا، سمندر میں تیرنا یا سمندر کی تہہ میں ڈبکیاں لگانا، اس کے لیے کوئی سودمند اور کوئی فائدہ کی چیز نہیں، اگر اس کا عقیدہ یہ ہے کہ سب کچھ کائنات کے اندر اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، پریشانیاں اللہ کے حکم سے آتی ہیں، اور جتنے بھی اس کائنات کے اندر حادثے، مصیبتیں اور پریشانیاں، اچھائیاں اور برائیاں آتی ہیں، ساری کی ساری اللہ کی طرف سے آتی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان کامل اللہ پر ایمان رکھنے والا ہے، اور وہ ایمان کی

ایک بنیاد کو، ایمان کے ایک ستون کو صحیح صحیح قائم کرنے والا ہے، اگر اس کے اندر گڑ بڑی ہوجاتی ہے، عقیدہ کی بنیاد کے اندر ذرا بھی کمی واقع ہوجاتی ہے تو اس کی مسلمانیت، اس کی اسلامیت خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔

اللہ کے حکم کے بغیر کوئی چیز نفع ونقصان نہیں پہنچاسکتی

جیسے آدمی کہے کہ بھائی میں نے یہ چیز کھالی تھی جس سے بیمار ہوگیا، یعنی دودھ پی لیا تھا تو پیٹ میں درد ہوگیا، مچھلی کھالی تو یوں ہوگیا، تو ان سب چیزوں کے اندر کوئی طاقت نہیں، کوئی قوت نہیں، جو آپ کو نقصان پہنچاسکے، ڈاکٹر صاحب نے ایسا انجکشن لگایا کہ آرام ہوگیا، اللہ تبارک وتعالی نے تمام چیزوں کے اندر خاصیت رکھی ہے، صفت رکھی ہے، چھری کا کام کاٹنا ہے، اس سے کاٹو گے تو کٹ جائے گا، آگ کا کام جلانا ہے، جب اس کو لگاؤ گے تو وہ لگ جائے گی اور جلادے گی، پانی کا کام پیاس کا بجھانا ہے، اگر اس کو پیاسا پیئے تو پیاس بجھ جائے گی، یہ خاصیت رکھی اللہ تعالی نے ہر چیز کے اندر، جو خاصیت اللہ کے حکم سے جس چیز میں رکھی گئی ہے، وہ اس کی خاصیت چلتی رہتی ہے؛ لیکن یہ خاصیت، ہوا کا اڑانا، پانی کا بہانا، چھری کا کاٹنا، آگ کا جلانا، انجکشن کا آرام کرنا، دوائی کا راحت پہنچانا، یہ سب کس کے حکم سے ہے؟ اللہ کے حکم سے ہے۔

سب خاصیتیں اللہ کے حکم کی منتظر ہیں

اگر اللہ کا حکم نہیں ہے، تو چھری آپ کو کاٹ نہیں سکتی، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام چھری سے اپنے بیٹے کو ذبح کررہے تھے لیکن چھری اسماعیل علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑ سکی، کیونکہ اس کو اللہ نے نہ کاٹنے کا حکم دیا تھا ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ ہر چیز کے اندر خاصیت ہوتی ہے مگر وہ سب کی سب خاصیتیں اللہ کے حکم کی محتاج ہیں، اگر اللہ کا حکم نہ ہو تو کوئی چیز ضرر نہیں

پہنچاسکتی، کوئی جادو، کوئی ٹوٹکا، کوئی ٹونا آپ کو نقصان نہیں پہنچاسکتا، کوئی انسان آپ کو نقصان نہیں پہنچاسکتا، ہاں اللہ کا حکم ہے تو سب چیزوں کے اندر تاثیر ہے، آگ کے اندر جلانے کی ہے، اور ہوا کے اندر اڑانے کی، تو تاثیر اپنا کام کرتی ہے، مگر اللہ کے حکم سے۔

ساری چیزیں اللہ کے حکم کی تابع ہیں

تو یہ عقیدہ ہمارا مضبوط ہو، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کائنات کو چلانے والا، اس دھرتی کے اوپر، کائنات کے اندر جتنے بھی نظام چل رہے ہیں، جتنی بھی کہکشائیں (Galaxies) ہیں، یہ سورج، یہ چاند اور یہ زمین، اس کے ساتھ جتنے بھی سیارے ہیں، زہرہ ہے، عطارد ہے، مریخ ہے، مشتری ہے، زحل ہے، یورینس ہے، نیپچون ہے، پلوٹو ہے، پورا کا پورا نظام شمسی (Solar system) پورا کا پورا نظام کائنات (Universal system) سب کا سب اللہ تبارک وتعالی کے حکم کے تابع ہے، اور انسان کو نفع پہنچا رہا ہے، تو یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی خالق، وہی مالک، اسی نے پیدا کیا ہے، اور وہی اس کائنات کو اور دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے "اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عقیدہ بھی مضبوط ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، اگر اس عقیدہ میں کمی آتی ہے، آدمی کتنی بھی ترقی کرلے، اگر اس کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں، تو اس کا ایمان کامل نہیں، اس کا ایمان مضبوط نہیں، اس لیے ضروری ہے کہ یہ عقیدہ بھی رکھیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ کی شریعت آخری شریعت ہے، اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپ کی اتباع کے بغیر نجات نہیں

ہوگی، جب یہ عقیدہ ہوگا تب اسلام کے ایک ستون پر عمل ہوگا۔

اسلام کا دوسرا ستون نماز

دوسری چیز یہ ہے کہ نماز کو قائم کرو، نماز پڑھنے کو اللہ تبارک وتعالی نے ہر مسلمان پر پانچ وقت فرض کیا ہے، جیسا کہ کھانا ہمارے لیے ضروری ہے، اگر کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم کچھ نہیں کر پائیں گے، چائے نہیں پییں گے، ناشتہ نہیں کریں گے، چل پائیں گے؟ بالکل نہیں چل پائیں گے، ہمارے ٹریکٹر میں تیل نہیں ہے تو کیا ہمارا ٹریکٹر چلے گا؟ بالکل نہیں، ہم اپنے بھینس بکریوں پر اگر گھاس نہیں ڈالیں گے تو وہ دودھ دیں گی؟ یا وہ کھیت میں کام کریں گے؟ نہیں کر سکتے، تو اللہ تبارک وتعالی نے جیسے انسان کیلئے روزی اور روٹی کو ضروری بنایا، جس سے وہ چلتا ہے، جس سے اس کے اندر طاقت (Energy) پیدا ہوتی ہے۔

نماز مومن کی روحانی غذا ہے

اسی طریقہ سے اللہ تبارک وتعالی نے اس کے اندر ایک روحانی غذا بھی رکھی ہے، نماز ہر مومن کے لیے ایک روحانی غذا ہے، جس طرح اللہ تعالی نے ایک جسمانی غذا رکھی ہے، جسمانی غذا تو یہ ہے کہ ہم روٹی کھاتے ہیں، روٹی کھاتے ہیں تو چلتے ہیں، روٹی نہیں کھائیں گے تو نہیں چلیں گے، اسی طریقہ سے ایک ہماری روحانی غذا ہے، روحانی غذا کیا ہے؟ کہ ہم اللہ کو یاد کریں، اللہ کا ذکر کریں، اللہ کی اطاعت کریں، اللہ کی فرمانبرداری کریں، تو یہ ہماری روح کی غذا ہے، جیسے ہم اگر جسم کے اندر کھانا نہیں پہنچائیں گے، تو ہمارا جسم سوکھ جائے گا، ہمارا جسم بھوکا مر جائے گا، اسی طریقہ سے اگر ہم اللہ کا ذکر نہیں کریں گے، اللہ کے احکامات کی پابندی نہیں کریں گے، تو ہماری جو روحانیت ہے، ہمارے جسم کے اندر جو روح ہے، وہ خشک ہو جائے گی، سوکھ جائے گی اور مر جائے گی، اور جیسے جسم کے مرنے سے انسان کو نقصان ہوتا ہے، ایسے ہی روح کے مرنے سے بھی انسان کو نقصان ہوتا ہے، تو جسمانی غذا تو

ہماری دال روٹی ہے، گوشت ہے، مرغ ہے، بریانی ہے، پلاؤ ہے، چائے ہے، دودھ ہے، گھی ہے، پنیر ہے، مکھن ہے، اسی طریقہ سے ہماری روحانی غذا جو ہے وہ نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوۃ ہے، نوافل ہے، تہجد ہے، صدقہ خیرات ہے، اچھے کام ہیں، قرآن کریم کی تلاوت ہے، اللہ کا ذکر ہے، یہ ہماری روحانی غذا ہے۔

دوسرے رکن کی مزید تفصیل

اسلام کا جو دوسرا رکن ہے، اس کا مطلب کیا ہے؟ ایک تو یہ ہے کہ اذان ہوگئی، ہم لوگوں نے آ کر نماز پڑھ لی، حالانکہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا کہ: " اَقِیْمُوا الصَّلاۃَ" نماز قائم کرو، نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو آ کر خود مسجد میں پڑھیں، دوسرے جماعت کے ساتھ پڑھیں اور تیسرے وقت پر پڑھیں، تب اقامت صلاۃ ہوگی "اِنَّ الصَّلاۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً" (۱) اللہ نے نماز مسلمانوں پر متعینہ وقت پر فرض کی ہے، وقت پر پڑھنا ہے، مسجد کے اندر پڑھنا ہے اور جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے، اگر تینوں میں کمی ہوتی ہے، مثلاً پڑھتا تو ہے مگر گھر پر پڑھتا ہے، یا پڑھتا تو ہے مسجد میں مگر جب جماعت ہو چکی ہوتی ہے، تب پڑھتا ہے، مسجد میں بھی پڑھنا اور جماعت کے ساتھ بھی پڑھنا ہے اور وقت پر بھی پڑھنا ہے، تینوں چیزیں ضروری ہیں، تب اقامت صلاۃ ہوگی، اگر اس میں کمی آجاتی ہے تو اقامت صلاۃ نہیں، تو اسلام کا دوسرا رکن خطرہ میں پڑ جائے گا جیسے کہ مکان یا چھپر کے کسی ستون کے ٹوٹنے سے مکان خطرہ میں پڑ جاتا ہے، اگر نماز کے اس رکن کے اندر کمی کی، اقامت کے اندر کمی کی، مسجد میں نہیں پڑھی، یا مسجد میں پڑھی لیکن وقت پر نہیں پڑھی یا وقت پر پڑھی لیکن جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی، تو اس کے اندر کمی واقع ہو جائے گی، ایک تو یہ ہے کہ خود پڑھنا، دوسرے اقامت کے اندر ایک یہ بھی چیز شامل ہے، کہ اپنے ساتھیوں کو بھی لے کر مسجد میں آئے، تب ہی تو نماز قائم ہوگی،

(۱) سورۂ نساء آیت ۱۰۳

خود تو پڑھ رہا ہے، پر اپنے ساتھیوں کو نہیں لا رہا ہے، اپنے محلے والوں اور اپنے پڑوسیوں کو نہیں لا رہا ہے، اس سے بھی اقامت کے اندر کمی واقع ہو جائے گی۔

جماعت کا مطلب کیا ہے؟

جماعت کا مطلب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ہو، جب جماعت کے ساتھ ہوگی تو سب دوست آجائیں گے، سارے محلے والے آجائیں گے اور اگر نماز جماعت کے ساتھ نہیں ہوگی، تو کوئی بھی نہیں آئے گا، تو یہ چیز آ گئی، الگ سے اس بات کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ دوستوں کو لاؤ، مگر یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں تا کہ سمجھ میں آجائے، حالانکہ اصل تو یہ ہے کہ سب ساتھیوں کو لے کر آئے، جب سب ساتھی آئیں گے تب ہی تو جماعت قائم ہوگی، جماعت کا مطلب ہی یہ ہے کہ سارے لوگ مسجد میں آجائیں گے، تب ہی تو جماعت ہوگی، اس لیے سارے مسجد میں آویں، سارے امام کے ساتھ نماز پڑھیں، جماعت کے ساتھ اور وقت پر پڑھیں اور مسجد میں پڑھیں، تو نماز قائم ہوگی، اور نماز کو دین کا ستون اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز کو قائم کیا، اس نے دین کو قائم کیا، اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا، اس نے دین کو منہدم کر دیا، ایک حدیث میں ہے: "مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّداً فَقَدْ كَفَرَ" یعنی جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، اس نے کفر کیا، نماز چھوڑنا گویا کافرانہ عمل ہے، اللہ حفاظت فرمائے۔

اسلام کا تیسرا ستون زکوۃ

اللہ تعالی نے ہر مسلمان مرد وعورت پر زکوۃ فرض کی ہے، اگر اللہ تبارک وتعالی نے اتنا مال اور اتنی دولت اس کو دی ہے کہ وہ نصاب کے مطابق ہو جاتی ہے، تو اس پر زکوۃ فرض ہے، نصاب کی مقدار کیا ہے؟ اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کے بقدر مالیت ہو، یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کے بقدر مالیت ہو، تو ایسا شخص صاحب

نصاب ہے، اس پر زکوۃ فرض ہے، اس کو چالیس پر ایک نکالنا ہوتا ہے، اسیؔ پر دو نکالنا ہوتا ہے، اور سو پر ڈھائی پرسنٹ نکالنا ہوتا ہے، اللہ کے راستہ میں یہ زکوۃ ہوتی ہے، زکوۃ دینے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ سب سے پہلے تو یہ اللہ کا حکم ہے، اللہ کا فریضہ ہے، جس کی ادائیگی ہر مسلمان پر ضروری ہے، دوسرے مال کے اندر جو میل کچیل یا گندگی ہوتی ہے وہ نکل جاتی ہے اور مال صاف ہو جاتا ہے، جیسے ہم کپڑا صاف کرتے ہیں، تو صابن لگانے سے کپڑے کا میل ختم ہو جاتا ہے، برش کرنے سے دانتوں کی گندگی دور ہو جاتی ہے، اسی طریقہ سے برتن کو مانجنے سے، صاف کرنے سے اس کے اندر صفائی آ جاتی ہے، سونا چاندی کے اندر کمی ہوتی ہے، تو سنار اس کو پگھلا کر اس کے زنگ کو دور کرتا ہے، اور اس کو صیقل کر دیتا ہے، اسی طریقہ سے اللہ تعالی نے مال کی صفائی بھی زکوۃ کے ذریعہ سے رکھی ہے، زکوۃ دیں گے تو مال صاف ستھرا ہو جائے گا، یہ اسلام کا تیسرا استون ہے۔

زکوۃ نہ دینے سے ہمارا ہی نقصان ہے

اگر ہم زکوۃ نہیں دیتے ہیں، تو اللہ کے ایک حکم کا، ایک فریضہ کا عملاً انکار کرنیوالے ہوتے ہیں، جو بڑا گناہ ہے، بلکہ کفر ہے، دوسرے ہمارا سارا مال گندہ کا گندہ رہ جائے گا، اور جو مال گندہ ہوتا ہے، اس پر اللہ کی پکڑ آتی ہے، جس طرح قارون دنیا کا سب سے بڑا مالدار تھا، اس پر پکڑ کس لیے آئی تھی، اس نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تھا، حضرت موسی علیہ السلام نے قارون سے کہا کہ بھائی زکوۃ دیدو، اللہ نے تجھ کو اتنا مال دیا ہے، اس نے کہا میں کیوں دوں، یہ تو میری کمائی ہے، اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا، نیست و نابود کر دیا، اس لیے مال کی صفائی انتہائی ضروری ہے، مثال کے طور پر آپ کی گاڑی ہے، اگر اس کی صفائی نہیں کرائیں گے، تو انجن کے اندر کچرا پیدا ہو جائے گا، اور گاڑی نہیں چلے گی، یا یوں سمجھ لیجئے کہ پیٹ میں اگر گڑبڑی پیدا ہو گئی اور غذا ہضم نہیں ہوتی، تو منھ سے بو نکلنی

شروع ہوجاتی ہے، اسی طریقہ سے صفائی کا نظام اللہ نے ہر چیز میں رکھا ہے، مال کی صفائی بھی ضروری ہے، جب مال صاف ہوگا، اور صاف مال جب ہم کھائیں گے، تو ظاہر ہے کہ ہم جو اعمال کریں گے تو ان میں نور پیدا ہوگا، اور اگر گندہ مال کھائیں گے، زکوۃ نہیں دیں گے، اللہ کے راستہ میں ڈھائی فیصد نہیں دیں گے تو یہ مال گندہ ہوگا، اور جب گندی چیز ہم کھائیں گے تو گندگی پیدا ہوگی، اس لیے جو اسلام کا تیسرا استون ہے، وہ خطرہ میں پڑ جائے گا، اس لیے مال کو پاک کرنے کے لیے اللہ تعالی نے زکوۃ کو فرض کیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "إِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاءِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَاءِهِمْ" (۱) بیشک اللہ نے مسلمانوں پر زکوۃ فرض کی ہے، جو مالداروں سے وصول کی جاتی ہے اور امت کے محتاج اور ضرورت مند لوگوں کو دی جاتی ہے، اس پر جو مسلمان عمل کرتے ہیں ان کو زکوۃ کے علاوہ صدقہ خیرات بھی کرتے رہنا چاہئے، اس میں دوسرا نکتہ بھی ہے، وہ ہے غریب مسلمانوں کی ضرورت کا پورا کرنا، اور سچی بات یہ ہے اگر تمام مسلمان سو فیصد زکوۃ ادا کرنے لگیں تو مسلمانوں میں ایک بھی غریب نہیں رہے گا، اس لئے اسلام کا یہ نظام بہت عالی اور بلند ہے۔

اسلام کا چوتھا ستون روزہ

اسلام کا چوتھا ستون رمضان کا روزہ ہے، اللہ تبارک وتعالی نے رمضان کے روزے امت محمدیہ پر فرض کیے ہیں، اللہ تبارک وتعالی فرمارہے ہیں "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" (۲) یہ روزے تم پر فرض کیے گئے ہیں، ایسے ہی جیسے کہ پچھلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم اللہ سے ڈرو، اللہ کا تقوی اختیار کرو، انسان گیارہ مہینے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، نفس کی خواہش کے مطابق چلتا ہے،

(۱) صحیح البخاری حدیث نمبر ۱۳۰۸ / کتاب الزکاۃ (۲) سورہ بقرہ آیت ۱۸۳

طرح طرح کی چیزیں کھاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزے رکھنے کا حکم دیا ہے کہ دن کے حصے میں کھانے پینے سے رکے رہنا، شام تک کچھ نہ کھانا، اس لئے فرمایا "اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ" (۱) کہ اپنے روزہ کو پورا کرو صبح سے لے کر شام تک، اللہ کے حکم کے مطابق تم نہ کچھ کھاؤ، نہ پیؤ، اور نہ اپنی بیویوں سے ملو، اور کوئی ایسا کام نہ کرو، جس سے روزہ ٹوٹ جاوے۔

رمضان کے فوائد

اللہ تبارک وتعالیٰ نے گیارہ مہینے اس امت کو چھوٹ دی، صرف ایک مہینہ اپنے لیے رکھا ہے، اور اس میں اپنے بندوں کو کھانے پینے سے روکا ہے، اور وہ بھی صبح سے شام تک، باقی رات میں آپ جتنا چاہیں کھائیں، جتنے کام کرنے ہیں، سب کر سکتے ہیں، لیکن صبح سے شام تک روکا ہے تا کہ آپ کے نفس کے اندر صفائی پیدا ہو، اور آپ کے اندر اللہ کا لحاظ اور اللہ کا ڈر پیدا ہو، اس لیے کہ روزہ کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ صلاحیت رکھی ہے، کہ اس سے نفس کے اندر صفائی ہوتی ہے، اور نفس کے اندر تواضع ہوتی ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی غریب آدمی کو کھانا نہ ملے تو کیسے اس کی گزر ہوتی ہے، جیسے ہم روزہ میں اللہ کے حکم کے مطابق کھانا نہیں کھاتے تو ہم کو بھوک لگتی ہے، تو اللہ نے روزہ رکھوا کر ہم کو یہ بھی احساس کرادیا ہے کہ جن کو کھانا نہیں مل رہا ہے، جن کو روزی روٹی نہیں مل رہی ہے، تمہیں پتہ چل جاوے کہ وہ کیسے پریشان ہوتے ہیں، تا کہ تم غریبوں کا خیال رکھو! اس لیے کہ جس نے روشنی نہیں دیکھی اس کو روشنی کا کیا لطف، اندھا آدمی ہوتا ہے اس نے نہ روشنی دیکھی اور نہ اندھیرا، اس کے لیے تو سورج کا نکلنا بھی برابر اور رات کا آنا بھی برابر، اس کو کیا معلوم، اسی کو تو معلوم ہوگا جو آنکھ والا ہے کہ دن کے کیا فائدے ہیں، سورج نکلنے کے کیا فائدے ہیں، رات کے آنے کے کیا فائدے ہیں۔

(۱) سورہ بقرہ آیت ۱۸۷

جس چیز کا انسان کو احساس نہیں اس سے ناواقف ہوتا ہے

جس کو نظر نہیں آتا، اس کو کیا معلوم کہ اجالا کیا چیز ہے، اسی طریقہ سے اگر کسی نے کوئی کڑوی چیز کھائی ہی نہ ہو ہمیشہ میٹھا ہی میٹھا کھایا ہو، اس کو کیا معلوم کہ کڑوا کیا ہوتا ہے، غرض یہ کہ اللہ تبارک وتعالی نے نفس کو تھوڑا سا بھوکا رکھ کے انسان کو احساس دلا دیا کہ دیکھو تم کو پتہ چل جاوے، کہ غریب کو کھانا نہ ملنے سے کیسے پریشانی ہوتی ہے، ویسے تو تم اللہ کے حکم کی فرمانبرداری میں روزہ رکھ رہے ہو، لیکن جن لوگوں کے پاس کھانے کے لیے رزق نہیں ہے، تم کو کیسے پریشانی ہو رہی ہے، ان کو بھی ایسے ہی پریشانی ہوتی ہوگی، اس لئے روزے کی برکت سے آپ ان لوگوں کا خیال رکھو، غریبوں کا خیال رکھو، غریبوں کو دو، ان کی مدد کرو۔

روزہ ایک قسم کی ورزش ہے

اس کے اندر ایک نکتہ بھی محفوظ ہے، ویسے تو یہ اللہ کا حکم ہے مگر اس سے دوسرے بھی بہت سارے فائدے حاصل ہوتے ہیں، مثلاً انسان کی جو مشین ہے، یہ بھی صاف ہوتی ہے، اور اس کے اندر برداشت کرنے کی قوت بھی پیدا ہوتی ہے، یہ بھی ایک قسم کا مجاہدہ ہے، ایک قسم کی ورزش ہے، اگرچہ اللہ تعالی کا حکم ہے، اور یہ عبادت ہے اور اسلام کا چوتھا رکن ہے، اسلام کی عمارت اس پر کھڑی ہوئی ہے، اس روزہ کی یہ اہمیت ہے۔

روزہ میں ہر بری چیز سے دور رہے

اس روزہ کو باقی رکھنے کے لیے صرف یہی نہیں کہ صبح سے شام تک بھوکا رہے، بلکہ روزہ میں اس کی بھی کوشش کرنی چاہئے کہ اس کے اندر نمازوں کی پابندی بھی ہو، اس کے اندر اللہ کے ذکر کی کثرت بھی ہو، اس کے اندر برائیوں سے، چغل خوری سے، بہتان سے، غیبت سے، گندی باتوں سے، بدنگاہی سے، برے خیالات سے بچنا چاہئے، اس لئے کہ

روزہ کے اندر ہم بھوکا رہ رہے ہیں، اللہ کی عبادت کر رہے ہیں اور پھر ہماری نگاہیں محفوظ نہیں، تو پھر بھوکا رہنے سے کیا فائدہ، روزہ رکھ رہے ہیں شام تک، اور پھر غیبت کر رہے ہیں، برائی کر رہے ہیں، گالی زبان سے نکال رہے ہیں، تو بھوکا رہنے سے کیا فائدہ، اس بھوکا رہنے کا فائدہ تب ہی ہے، جب ہم صبح سے شام تک اللہ کا ذکر کریں، قرآن پڑھیں، ذکر کریں، تسبیح پڑھیں، نہ تو غیبت کریں، نہ چغل خوری کریں، اور نہ زبان سے غلط الفاظ نکالیں، کم سے کم خاموش ہی رہیں، ورنہ تو بھوکا رہنے کا کیا فائدہ ہے، بجائے ثواب کے یہ عذاب ہو جائے گا، اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ روزہ کو اسی طرح رکھیں جیسا کہ اس کا حق ہے۔

روزہ میں تراویح کا بھی اہتمام ضروری

روزہ میں تراویح بھی ضروری ہے، یعنی پورے دن تو روزہ رکھا، افطار میں بھی اچھی اچھی چیزیں کھائیں، پورا دسترخوان بھرا ہوا تھا، ہر طرح کا پھل فروٹ اور ہر قسم کے کھانے تھے، اتنا کھایا، اتنا کھایا کہ کھا کر اٹھا ہی نہیں گیا کہ مغرب کی نماز بھی گول اور پھر تراویح بھی گول، تو پھر بتاؤ بھوکے رہنے کا کوئی فائدہ ہوا، اللہ کی اطاعت میں کوتاہی نہ ہو، تب روزہ رکھنے کا فائدہ ہے، روزہ رکھنے کے لیے سحری کھائی اور فجر کی نماز گول، کیا فائدہ؟ شروع میں ہی فجر کی نماز نہیں پڑھی، سحری کھائی، دودھ بھی پیا، جلیبی بھی کھائی، سوئیاں بھی کھائی، سبھی چیزیں کھائیں، اور بستر پر پڑ گیا، تو فائدہ کیا اس سحری کا، دن میں بھوکا رہنے کا، اس نے تو اسٹارٹنگ میں ہی اللہ کی نافرمانی کر دی، تو شام تک بھوکا رہنے کا کیا فائدہ ہوا، اسی طرح سے دن بھر روزہ رکھا اور افطاری میں اتنا کھایا اور اتنی دیر تک کھایا کہ مغرب کی نماز بھی جاتی رہی، پھر روزے کا کیا فائدہ ہوا، اسی لیے اس روزہ کو صحیح قائم کرنے کے لیے: بلکہ چوتھے ستون کو صحیح باقی رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے روزہ کو اسی طریقہ سے رکھے، جیسا کہ اللہ

چاہتا ہے، اللہ کا ذکر ہو، اللہ کی عبادت ہو، زبان کی غلط باتوں سے حفاظت ہو، برائی سے، غیبت سے چغل خوری سے، گالی گلوچ سے، لڑنے جھگڑنے سے بچے، اللہ کی اطاعت کرے، زیادہ سے زیادہ مسجد میں رہے، قرآن پڑھے، یہ ضروری ہے، فائدہ تبھی تو ہوگا، اور نفس کی اصلاح بھی تبھی ہوگی، ورنہ روزہ سے کیا فائدہ، اگر روزہ اس طرح نہیں رکھا جائے گا تو یہ اسلام کا ستون خطرہ میں ہے، اس لیے روزہ کی حالت میں ہر بری چیز سے بچا جائے، اور پھر روزہ اللہ کی ایسی عبادت ہے کہ اللہ نے خود فرمایا: اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ" کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور بعض روایت میں یہ ہے: "اَنَا اُجْزیٰ بِہٖ" کہ میں خود ہی اس کی جزاء ہوں، اس کا بدلہ ہوں، اس سے بڑھ کر کیا مقام ہوسکتا ہے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ روزہ دار کی منہ کی بدبو اللہ کو مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے، یہ روزہ کی اہمیت ہے، یہ چوتھا رکن ہوا اسلام کا۔

اسلام کا پانچواں ستون حج

اسلام کا پانچواں ستون حج ہے، اللہ تبارک وتعالی نے اگر توفیق دی ہے اور حج کے خرچ کے بقدر مال ہے تو حج ادا کرو، اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں " وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً" (۱) اگر اللہ نے اتنا مال، اتنی دولت اور اتنی روزی دی ہے کہ آدمی اپنے گھر سے مکہ مکرمہ تک پہنچ جاوے، راستہ کا خرچہ اور وہاں کا خرچہ اور اس کے پیچھے اس کی بیوی بچے اور ماں باپ ہیں اس کی واپسی تک ان کا خرچہ ہو، تو اس پر حج فرض ہے۔

حج کرنے میں ہم کوتاہی کرتے ہیں

یہ غلط بات ہے کہ ہمارے پاس اتنا مال ہو جاتا ہے پھر بھی ہم کوتاہی کرتے ہیں، دو دو

(۱) سورۂ آل عمرا آیت ۹۷

ٹریکٹر ہے، دس بیگہ زمین ہے، بیس بیگہ زمین ہے، کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر تو حج فرض ہی نہیں ہے، کیونکہ ابھی دو تین بچے ہیں ان کی شادیاں کرنی ہیں، اس کے بعد حج کریں گے، بعد سے اس کا کوئی تعلق نہیں، آپ کے بچوں کی شادی سے اس کا کوئی تعلق نہیں، آپ کے پاس اتنی زمین ہے کہ اگر آپ اس کو بیچو یا استعمال کرو تو اس میں اتنے پیسے آجاویں کہ مکہ جاسکتے ہو، اور واپس آسکتے ہو، تو آپ پر حج فرض ہے، اس میں لوگ بہت کوتاہی کرتے ہیں کہ جی ہمارے پاس تو بس دس یا پچاس ہی بیگہ زمین ہے، پانچ بچے ہیں ان کی شادیاں بھی کرنی ہیں، شادی کا سوال نہیں ہوگا، پہلے آپ پر حج فرض ہوگیا، پچاس بیگہ، بیس بیگہ یا تیس بیگہ زمین تھی، تو حج فرض ہوگیا، کتنے میں حج ہو رہا ہے، ایک ڈیڑھ لاکھ میں ہو جاتا ہے، دو لاکھ مان لو، جیسا کہ مہنگائی ہو رہی ہے، اور ہمارے پاس ہے دس بیگہ زمین مثلاً، تو آج کل گئی گذری زمین بھی کتنے کی ہے؟ دو لاکھ کی بیگہ، دس بیگہ زمین کتنے کی ہوئی؟ بیس لاکھ کی ہوگئی، اور حج میں ہمارے خرچ کتنے ہو رہے ہیں، صرف دو لاکھ، حج فرض ہوا یا نہیں ہوا؟ حج فرض ہونے کے لیے ہمارے پاس کتنے پیسے ضروری ہیں، جن سے ہم مکہ تک پہنچ سکیں اور آنے جانے کا خرچہ ہو، چالیس دن یا ایک مہینہ یا جتنے دن وہاں رہنا ہے اتنا خرچہ ہو جائے اور پیچھے ماں باپ اور بیوی بچوں کا خرچہ ہو جائے، دس بیگہ تو بیس لاکھ کی ہوئی، دو لاکھ میں آپ کا حج ہو جائے گا، تو آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ مجھ پر حج فرض نہیں، دس ہی بیگہ تو زمین ہے، بھائی اگر آپ کے پاس پانچ بیگہ زمین ہے، تب بھی حج فرض ہے، پانچ بیگہ بھی تو دس لاکھ کی ہو رہی ہے، پانچ بیگہ کو بیچو، تو کتنے کی بنے گی، دس لاکھ کی بنے گی اور حج ہو رہا ہے آپ کا دو لاکھ میں، آٹھ لاکھ پھر بھی آپ کے پاس باقی رہے، یہ سوچ ہماری غلط ہوگئی، پتہ نہیں کہاں سے یہ بات سمجھ میں آگئی ہے، کہ بھائی زمین ہے پانچ بیگہ پچاس بیگہ سو بیگہ اور پانچ بچے ہیں، ان کی شادی کرنی ہے۔

شادی کرنا الگ فریضہ اور حج کرنا الگ فریضہ

یہ بات ٹھیک ہے کہ بچوں کی شادی کرنی ہے، شادی شوق سے کرو، لیکن حج بیت اللہ بھی کرو، شادی میں فضول خرچی کس نے بتلائی ہے، آپ کو کہاں کہا گیا ہے کہ دس لاکھ شادی میں لگاؤ، اسکوٹر بھی دو، کار بھی دو، نکاح پڑھاؤ، صحیح صحیح طریقہ سے، اور شادی کر دو، جہیز میں اسکوٹر بھی چاہیے، کار بھی چاہیے، ایک ٹریکٹر بھی چاہیے، ایک اچھا سا بیڈ بھی چاہیے، سوفہ سیٹ بھی چاہیے اور کرسیاں بھی چاہیے، یہ کہاں سے آئیں، یہ تو نکاح میں نہیں ہے، نکاح تو سنت کے طریقہ سے ہونا چاہیے، مگر ہم نے نکاح کو مصیبت بنالیا ہے، اب بتاؤ غریب کی لڑکیوں کی کیسے شادی ہو؟ غریب کے پاس تو اسکوٹر دینے کے لیے پیسے نہیں، معلوم نہیں سائیکل دینے کے لیے کہاں کہاں سے پیسے اکٹھے کرتا ہے، اگر اللہ کا حکم صحیح صحیح ہم مانیں، تو ہر آدمی حج کرسکتا ہے، اس زمانے میں اور آسانی سے کرسکتا ہے، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ سو آدمیوں میں اسی نوے پر حج فرض ہوگا، دس غریب ہوں گے، جن پر حج فرض نہیں ہوگا؛ لیکن ہو رہا ہے ایسا کہ سو میں ایک آدھ جاتا ہے، حالانکہ سو میں اسی نوے پر حج فرض ہے، دس پانچ ایسے ہوں گے جن پر حج فرض نہیں، جیسا کہ میں نے مثال دی، اس فریضے کی ادائیگی میں لوگ کوتاہی کر رہے ہیں، اللہ تعالی قرآن کریم کے اندر فرماتا ہے کہ لوگوں پر حج فرض ہے، جس کے اندر وہاں پہنچنے کی ہمت ہو، طاقت ہو اور صلاحیت ہو، اتنا روپیہ پیسہ ہو، کہ وہاں تک آسانی سے پہنچ جائے اور واپس آجاوے تو اس کے لیے حج کرنا فرض ہوجاتا ہے، ترمذی شریف کی حدیث ہے: عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَايُوْجِبُ الْحَجَّ، قَالَ: "اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا، اس نے دریافت کیا کہ اے اللہ! کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم حج کس چیز سے واجب ہوجاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "سفر خرچ اور سواری ہونی چاہئے" معلوم ہوا کہ رہائشی مکان چھوڑ کر جس قدر بھی مال ہو اس کے مطابق حج کی فرضیت ہوگی۔

جب کوئی شخص حج سے واپس آتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کے ایسے لوٹتا ہے: کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ" جیسا کہ اسی دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا ہے یعنی معصوم ہوتا ہے، اور گھر میں مال و دولت میں بھی برکت ہوتی ہے، اور چالیس دن تک اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

یہ سب باتیں شریعت میں نہیں ہیں

اس کے باوجود بہت سے لوگ اپنے آپ کو حج کرنے سے بچاتے ہیں اور حج کے لیے روپیہ خرچ کرنا ان کو بہت گراں گزرتا ہے، اس کے برخلاف شادی بیاہ میں اندھادھند روپیہ خرچ ہوجائے کوئی پرواہ نہیں، اگر کوئی شخص حج کرنے جاتا ہے تو وہ ایسی باتیں کرتا ہے جو شریعت میں نہیں ہیں، مثلاً حج میں جانے سے پہلے دعوتیں دی جاتی ہیں، پھر آنے کے بعد بھی دعوتیں ہوتی ہیں، اور ہار ڈالے جاتے ہیں، نوتنے کے لیے گھر گھر جاتے ہیں، تمام رشتے داروں کو اطلاع دیتے ہیں کہ بھائی پچیس تاریخ کو ہم حج پر جارہے ہیں۔

حج تو نماز کی طرح اللہ کا ایک فریضہ ہے

میرے دوستو! ذرا بتاؤ کہ ہم جب نماز پڑھنے جاتے ہیں، تو کسی کو اطلاع دیتے ہیں، یا مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہو تو رشتہ داروں کو کہتے ہو کہ بھائی میں نماز پڑھنے کے لیے جارہا ہوں، چلنا میرے ساتھ، زکوۃ دیتے وقت کسی کو اطلاع دیتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، اعلان کرتے ہیں کہ بھائی میں روزہ رکھ رہا ہوں، سب لوگ آجانا، کون اعلان کرتا ہے؟ یہ حج بھی تو اللہ کا فریضہ ہے، اللہ کی عبادت ہے، اس کے لیے نوتنے کی کیا ضرورت ہے،

رشتہ داروں کو بلانے کی کیا ضرورت؟ اعلان کرانے کی کیا ضرورت؟ بھلا بتاؤ یہ کیسی بے تکی باتیں ہیں، بھائی یہ تو ایسی عبادت ہے جو فرض ہے، اس کو ہر حال میں کرنا ہے، کسی کو بتانے یا بلانے کی کیا ضرورت ہے، مگر ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اگر رشتہ داروں کو نہ بلائیں تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ ارے بڑا نالائق ہے، ہم کو بتلایا تک نہیں۔

حاجی اللہ کا مہمان ہوتا ہے

اللہ تبارک وتعالی جس کو مہمان بنانا چاہتا ہے، تو اس کو اپنے گھر بلاتا ہے، پیسے والے بھی وہاں جاتے ہیں، بغیر پیسے والے بھی وہاں جاتے ہیں، اللہ کس کو بلالے یہ اس کا کرم ہے، پردھان کسی کی دعوت کر دے، تو پھولا نہیں سماتا ہے کہ ہماری دعوت پردھان جی نے کی، پرمکھ جی نے کی، ایم پی صاحب نے کی، ایم ایل اے صاحب نے کی، چودھری صاحب نے ہماری دعوت کی ہے، بڑا آدمی ہماری دعوت کر دے تو ہم پھولے نہیں سماتے ہیں، اپنے گھر پر آکر کہتے ہیں کہ کھانے میں ٹھنڈا پانی تھا، بریانی، زردہ، مرغ اور قورمہ بھی تھا، نان بھی تھے، اور کھانے کے بعد چائے بھی پلائی اور چائے کے ساتھ بسکٹ، برفی، نمکین اور قسم قسم کی مٹھائیاں تھیں، یہ سب تعریف کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور لوگوں سے بتلاتے ہیں۔

سب سے بڑا میزبان اللہ ہے

اللہ تبارک وتعالی جس کو اپنے دربار میں بلالے، احکم الحاکمین، خالق کائنات، پوری انسانیت کا پیدا کرنے والا، کسی کی دعوت و میزبانی کرے، وہ کتنا خوش نصیب ہے، اس کو کتنا خوش ہونا چاہئے، جس کو سب سے بڑا میزبان اللہ تعالی اپنے دربار میں بلالے، ہم چھوٹے سے پردھان کی دعوت پر پھولے نہیں سماتے، مونچھیں ہماری کھڑی ہو جاتی ہیں، کہتے پھرتے ہیں کہ آج پردھان جی کے یہاں دعوت تھی، آج دوپہر میں، دس دفعہ

بتلائے گا کوئی پوچھے کا بھی نہیں پھر بھی کہے گا بھائی آج تو پردھان جی نے لٹھ گاڑ دیا، مزہ آ گیا، واقعی بہت اچھا کھانا تھا، اس کی تعریف کرے گا اور کھانے کی بھی تعریف کرے گا، یہ معلوم بھی نہیں کہ پردھان جی نے وہ حلال کا کھانا کھلایا یا حرام کا، جائز تھا یا ناجائز، اس کی کوئی پرواہ نہیں، لیکن کھلا دیا اس نے، اس لیے اللہ تبارک وتعالی اپنے دربار میں جس کو بلائے یہ اس کا کرم اور اس کا احسان ہے، یہ بہت خوش نصیبی کی بات ہے، بڑے اعزاز کی بات ہے، کہ خالق کائنات نے ہماری میزبانی کی، احکم الحاکمین شہنشاہوں کے شہنشاہ نے ہماری دعوت کی اور اپنے دربار میں بلالیا، اس لئے اس کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے، تو میرے دوستو! حج اللہ کا پانچواں فریضہ ہے اور پانچواں ستون ہے، اس کو اچھے انداز میں کیا جائے، بالکل سنت کے طریقے پر کیا جائے، احرام کی پابندیوں کا خیال کیا جائے، اور طواف وسعی اور منی، عرفات اور مزدلفہ کے جو آداب ہیں ان کا لحاظ کیا جائے، حرمین کے تقدس کا خیال کیا جائے اور روضہ اقدس کی حاضری اور مسجد نبوی کی نمازوں کا اہتمام کیا جائے، تو یقیناً ہمیں بہت فائدہ ہوگا، اللہ تبارک وتعالی ہمیں اسلام کے ان پانچوں ارکان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے عقیدہ کو مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمائے، عملی زندگی میں ان پانچوں ستونوں کو قائم رکھنے کی اور ان پر جمے رہنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے، اس لئے کہ جب ہمارے عقائد درست ہوں گے اور تمام ارکان اسلام پر صحیح عمل کرنیوالے ہوں گے، تو ہم انشاء اللہ صحیح مسلمان ہوں گے، اور اللہ کی رضامندی کے مستحق ہوں گے، اللہ کی طرف سے انعام میں جنت الفردوس ملے گی جو اچھا ٹھکانا ہے، اور جہاں ہمیشہ ہمیش رہنا ہے، اللہ ہم سب کو نصیب فرمائے۔